جمعرات
۶۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۲۲ | جمعرات ـ ۲۹ ـ ربیع الثانی ـ ۱۴۱۵ھ ' ۶ ـ اخاء ۱۳۷۳ ہش ' ۶ ـ اکتوبر ۱۹۹۴ء

اللہ تعالیٰ سے بد ظنی مت کرو۔ اسی سے مدد مانگو

اللہ تعالیٰ سے بد ظنی مت کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ساتھ نہ چھوڑو۔ اسی سے مدد مانگو اللہ تعالیٰ ہر میدان میں (صاحب ایمان) کی مدد کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں ہر میدان میں تیرے ساتھ ہوں۔ وہ اس کے لئے ایک فرقان پیدا کر دیتا ہے۔ جو اس کے وعدوں پر بھروسہ نہیں کرتا وہ بد ظنی کرتا ہے۔ جو شخص خدا تعالیٰ سے نیک ظن کرتا ہے وہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے بد ظنی کرتا ہے وہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنے لئے کوئی دوسرا معبود بنائے اور شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

انسان کے اندر بہت سے گناہ ایسی قسم کے ہیں کہ وہ معرفت کی خوردبین کے سوا نظر ہی نہیں آتے۔ جُوں جُوں معرفت بڑھتی جاتی ہے انسان گناہوں سے واقف ہوتا جاتا ہے بعض صغائر ایسی قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ ان کو نہیں دیکھتا لیکن معرفت کی خوردبین ان کو دکھا دیتی ہے۔

غرض اول گناہ کا علم عطا ہوتا ہے پھر وہ خدا جس نے (جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہو گی اسے دیکھ لے گا) (فرمایا ہے) اس کو عرفان بخشتا ہے۔ تب وہ بندہ خدا کے خوف میں ترقی کرتا اور اس پاکیزگی کو پا لیتا ہے جو اس کی پیدائش کا مقصد ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۸۳)

ہماری زندگی کی بنیاد اس بات پر ہے کہ ہم اپنے رب کا خوف بھی رکھتے ہیں اور اس سے رجا یعنی امید بھی

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

ہم جو احمدی ہیں ہماری زندگی کی بنیاد اس بات پر ہے کہ ہم اپنے رب کریم کا خوف بھی رکھتے ہیں اور اس سے رجا یعنی امید بھی رکھتے ہیں۔ خوف کے یہ معنی نہیں کہ جس طرح کوئی شیر سے ڈر جائے یا کوئی سانپ سے ڈر جائے یا زلزلہ آئے تو دل میں ڈر پیدا ہو جائے۔ اس معنی میں ہم خدا تعالیٰ کے متعلق خوف کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔ ہم اپنے محبوب آقا۔ اپنے مولا اور اپنے رب کریم کے بارہ میں خوف کا لفظ اس معنی میں استعمال کرتے ہیں کہ کہیں ہماری اپنی غفلت یا کسی گناہ کے نتیجہ میں وہ ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔ خدا کرے کہ سب خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے ہمیشہ محفوظ رہنے کی اسی کی رحمت سے توفیق پائیں۔

دوسرا پہلو رجا ہے۔ ہمارا اپنے پیدا کرنے والے رب کے ساتھ تعلق امید کے ساتھ وابستہ ہے۔ امید کی بنیاد پر قائم ہے۔ ہم خدا تعالیٰ سے کامل امیدیں رکھتے ہیں اور اس پر کامل توکّل رکھتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں امید دلانے والے بہت سے اعلان بھی کئے گئے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یعنی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو) اور یہ کہ (میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے) اور یہ بھی کہ اگر تم اپنے دین پر استقامت سے قائم رہو گے تو تمہارے لئے خدا تعالیٰ کے فرشتے بشارتیں لے کر آسمانوں سے اتریں گے۔ پس ان وعدوں پر کامل یقین رکھتے ہوئے ہم اپنے رب رحیم سے امید۔ رجا اور توکل کا تعلق رکھتے ہیں اور ہم اسی سے یہ امید رکھتے ہیں کہ جو رمضان ابھی گذرا ہے اس میں ہمیں جس قدر بھی تھوڑی بہت دعائیں کرنے اور عبادات بجا لانے کی توفیق ملی ہے خدا تعالیٰ روئی کے ان چند گالوں کو قبول کر لے اور وہ اپنی رضا کی جنتوں میں ہمیں اس دنیا میں بھی داخل کرے اور اس دنیا (آخرت) میں بھی ہمیں جنتوں کا وارث بنائے۔

ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا ایک بندہ اگر ایک لحظہ کے لئے اپنے رب سے تعلق کو توڑ لے تو اس کی لغزش اس کے لئے یقینی اور کامل ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔ اور ہم اس یقین پر بھی قائم ہیں کہ جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمارا تعلق پیار کا اور فدائیت کا اور جاں نثاری کا قائم رہے گا اور جب تک ہم اس کی ذات اور صفات کی کامل معرفت رکھیں گے اور کامل یقین کے ساتھ اس کی کامل قدرتوں پر ایمان لائیں گے تو وہ اپنی قدرتوں کے نظارے ہماری زندگی میں ہمیں دکھلاتا رہے گا۔

(از خطبہ ۱۶ ستمبر ۱۹۷۷ء)

سانحہ ارتحال

○ محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ تحریر فرماتے ہیں۔

میرا چھوٹا بھائی عزیزم مشتاق احمد باجوہ ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل سیلف گورنمنٹ یکم اکتوبر ۹۴ء کو صبح سات بجے لاہور ہسپتال میں بعارضہ قلب وفات گیا۔ صبح چار بجے تکلیف محسوس کی۔ دوائی سے افاقہ ہوا پھر سو گیا چھ بجے صبح پھر تکلیف محسوس کی۔ ڈاکٹر آیا اس نے فوری ہسپتال داخلہ کے لئے کہا بلکہ اپنی موٹر میں ہی لے گیا۔ ڈاکٹر ابھی تیاری ہی کر رہے تھے کہ مشتاق اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو گیا۔

مشتاق کا حلقہ احباب بڑا وسیع تھا۔ وہ احمدیت کے لئے بڑی غیرت رکھتا تھا۔ ہم بھائیوں کے بچوں سے مشتاق کو بڑا پیار تھا۔ بچے۔ بڑے۔ اپنے۔ پرائے۔ امیر۔ غریب۔ سبھی ان کی مجلس سے اٹھنے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے۔ اسی دن نماز جنازہ شام کے چار بجے اس کے مکان واقعہ ٹاؤن شپ لاہور میں ہوئی اس کے بعد تدفین احمدیہ قبرستان ماڈل ٹاؤن میں ہوئی۔

اس کی بیوہ سوشل ویلفیئر آفیسر ہے۔ بڑی بیٹی نے امسال ایف ایس سی کا امتحان پاس کر لیا ہے اور اب بی ایس سی میں داخلہ لے رہی ہے اور بیٹے نے میٹرک کا امتحان دینا ہے۔ احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور باپ کا نام روشن رکھنے والے ہوں۔

درخواست دعا

○ محترمہ بشریٰ کریم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالکریم قدسی صاحب آپریشن کے سلسلہ میں فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

احباب جماعت سے موصوفہ کی مکمل صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

تقویٰ کیا ہے؟ ہر قسم کی بدی سے اپنے آپ کو بچانا

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۶- اخاء- ۱۳۷۳ ہش ۶- اکتوبر ۱۹۹۴ء

دعوت الی اللہ اور ذکر الٰہی

دعوت الی اللہ کے لئے ضروری ہے کہ جس خدا کی طرف ہم دعوت دے رہے ہیں اسے ہم خود جانتے بھی ہوں صرف یہی ایک صورت ہے کہ ہم احباب کو خدا کی طرف مائل کر سکیں۔ خدا کے متعلق جتنا اچھا بیان ہم کر سکیں گے اتنا ہی زیادہ ان پر اثر ہو گا اور وہ خدا کی طرف آنے کے لئے تیار ہوں گے۔ لیکن غور کیا جائے تو خدا کے متعلق اچھا بیان بھی کافی نہیں۔ جب ہم یہ کہیں کہ ہم نے اچھا بیان کیا ہے تو اچھا بیان سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ اس کی صفات کا بہتر رنگ میں ذکر۔ اور صرف یہ بیان اس لئے کافی نہیں کہ جب تک یہ نہ بتایا جائے کہ ہم نے ان صفات سے کیا فائدہ اٹھایا ہے اور ان صفات نے ہمیں کس طرح متاثر کیا ہے اس وقت تک سننے والوں کا میلان بڑھ نہیں سکتا۔ ہم کہیں کہ اللہ تعالیٰ دعائیں سنتا ہے اور یہ نہ بتا سکیں کہ ہماری دعائیں اس نے کس طرح سنی ہیں تو بات ادھوری رہ جاتی ہے۔ یہ بھی بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ دعائیں سنتا ہے اور یہ بھی بتائیں کہ اس نے آپ کی دعائیں سنی ہیں تو یقیناً یہ دعوت الی اللہ موثر ہو گی۔

گویا کہ دعوت الی اللہ کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ ہم خدا سے تعلق پیدا کر کے اس تعلق کے نمونے پیش کر سکیں ایسا کرنے سے دعوت الی اللہ کرنے کے لئے بھی رغبت بڑھے گی اور سننے والے بھی ان باتوں سے متاثر ہوں گے اور آپ کی دعوت کو مانیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے بہترین ذریعہ اس کا ذکر ہے۔ اور ذکر ہوتا ہی تعلق سے ہے۔ ہر شخص کو اس بات کا تجربہ ہے کہ جس سے تعلق ہو اس کا ذکر کیا جاتا ہے اور جس کا ذکر کیا جائے اس سے تعلق بڑھتا ہے پس لازمی بات ہے کہ ہم دعوت الی اللہ کو موثر بنانے کے لئے ذکر الٰہی کریں۔

اس سلسلہ میں عام طور پر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی کیا ہے۔ ہر وہ بات جسے کہتے ہوئے یا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اور اس کی متعلقہ صفات کا ذکر کر کے اس سے مدد مانگی جائے وہ ذکر الٰہی ہے۔ ہر نعمت کو اس کی طرف منسوب کیا جائے اور ہر نعمت اسی سے مانگی جائے ہر بات کے لئے اس کی طرف نظر لگائی جائے اور بولے یا بن بولے اس سے مانگا جائے یہ ذکر الٰہی ہے۔ دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں اپنی کامیابی کے لئے دعا کی جائے اور جب بلانا بھی اسی کی طرف ہو اور دعا بھی اسی سے کی جائے کہ یہ بلانا کامیابی سے ہمکنار ہو تو یقین واثق ہے کہ دعا قبول ہو گی۔

الغرض ضرورت اس بات کی ہے کہ دعوت الی اللہ کی جائے اور ایسا کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی صفات کا ذکر بھی کیا جائے اور اس کی صفات کے مظاہر بھی دکھائے جائیں۔ ان مظاہر کا اپنی ذات میں دکھانا سب سے زیادہ موثر ہے۔ خدا کرے کہ ہم دعوت الی اللہ کرتے ہوئے دنیا کو خدا بھی دکھا سکیں اور خدا کے مظاہر بھی۔ اور دکھائیں بھی اپنی ذات میں۔

میں تو ہوں داعی الی اللہ اور یہی ہے میرا کام
شاعری میرے تشخّص کا ہے جزوِ ناتمام
لیکن اتنی بات کہہ دینے سے رک سکتا نہیں
میرے شعروں کو زمانہ یاد رکھے گا مدام

ابو الاقبال

حقیقت ہو اگر ثابت تو پھر اس پر گماں کیوں ہو
تجھے جو دیکھ لے وہ مائلِ حسنِ بتاں کیوں ہو

تمنا ہو طلب ہو عشقِ صادق ہو جو اے سالک
تو پھر مستور آنکھوں سے وہ حسنِ دلستاں کیوں ہو

بصیرت ہے مِری مرہون تیرے طُورِ معنی کی
تو پھر اس کو تلاشِ طوطیائے اصفہاں کیوں ہو

پڑا ہو پردۂ بے التفاتی جب بصیرت پر
تو پھر اغیار پر روشن تیری رمزِ نہاں کیوں ہو

تجھے فسخ العزائم سے بھی پہچانا ہے جب میں نے
تو تحصیلِ مقاصد پر مجھے تیرا گماں کیوں ہو

جہاں نارِ محبت ہے جہاں ہے آبِ چشمِ تر
وہاں سالک کی کشتی پر ہَوس کا بادباں کیوں ہو

جو دیکھے کوئی آکر حسن و احسانِ بشیرالدین
تعجب ہے کہ پھر پوچھے کہ تم جان جہاں کیوں ہو

عبدالرحمٰن خاکی

رپورٹ سہ روزہ تربیتی کلاس واقفین نو اسلام آباد

مورخہ ۵، ۶ اور ۷ ستمبر ۱۹۹۴ء کو واقفین نو اسلام آباد کی سہ روزہ تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔ پہلے روز بچوں کا تعلیمی و تربیتی جائزہ لے کر بچوں اور والدین کو نصاب کے مطابق ہدایات دی گئیں۔ چنانچہ اگلے روز والدین بچوں کو نصاب کے مطابق تیاری کروا کے لائے۔

حسب حالات بچوں کو مزید مشق کروائی گئی اور ہدایات دی گئیں تو آخری روز بچوں نے خود اعتمادی اور مزید بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

ان ایام میں بچوں کو تلاوت۔ نظم دعاؤں اور دینی معلومات کی تعلیم و تربیت دی گئی اور بچوں اور بچیوں کی الگ الگ دوڑیں ہوئیں اور انعامات دیئے گئے اور والدین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔

یہ ایک کامیاب کلاس تھی۔ وکالت وقف نو مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب سیکرٹری وقف نو اسلام آباد اور مکرم تنویر احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ احمدیہ اور ان کے ساتھ تعاون کرنے والے دیگر کارکنان کی ازحد مشکور ہے جنہوں نے ان کے ساتھ اس کلاس کے انعقاد میں بھرپور حصہ لیا۔

(وکالت وقف نو)

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

افکارِ عالیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں:-

اب آپ مزید غور کریں کہ وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ نے علم عطا فرمایا ہے وہ بجلی کے مضمون پر غور کریں تو ان کی حمد نسبتاً زیادہ حمد کی مستحق حمد ہوگی۔ یہ مضمون بیان کرنا ذرا مشکل تھا۔ اس لئے مجھے سمجھانے میں وقت لگا۔ حمد تو ہر حالت میں خدا ہی کو واجب ہے' اس میں تو کوئی شک نہیں لیکن کس حد تک ہمیں علم ہے کہ وہ حمد کا مستحق ہے۔ یہ مضمون اس کی حمد میں مزید وسعت پیدا کر دیتا ہے پس بجلی کو دیکھنے والا ایک سادہ لوح زمین دار یا ایک بچہ بھی کچھ نہ کچھ اس سے مرعوب ہو کر خدا کی حمد کے گیت گا سکتا ہے اور انہیں معنوں میں گا سکتا ہے کہ اچھا اور کچھ نہیں تو اے خدا! تو ہی اس بجلی کا مالک ہے مجھے بچالے اور یہی میری حمد ہے۔ لیکن جتنا زیادہ علم بڑھے گا' اتنا زیادہ بجلی سے تعلق رکھنے والا حمد کا مضمون بھی پھیلتا چلا جائے گا۔ اب دنیا کے سائنس دانوں نے بجلی پر جو غور کیا ہے تو ایک بات اس میں بڑی قطعی ہے جو عام لوگوں کو معلوم نہیں کہ بجلی کے بغیر پانی برس ہی نہیں سکتا۔ پس ایک سادہ لوح بے علم آدمی کی حمد بھی اپنی توفیق کے مطابق چونکہ حمد کے جذبے سے بیان کی گئی ہے اس لئے خدا کو مقبول ہوگی لیکن اس کی حمد میں وہ لذت نہیں پیدا ہو سکتی جو لذت اس مضمون کا علم رکھنے والے کی حمد میں ہوگی۔ اگر اس کو خدا سے تعلق ہو۔

یہ پانی جو بخارات بن کر آسمان پر چلا جاتا ہے' اگر بجلی نہ ہوتی تو یہ کبھی پانی بن کر دوبارہ زمین پر واپس نہ آتا۔ یہ بجلی کے کڑکے ہیں جو پانی کے باریک ذرات کو مجتمع کر دیتے ہیں اور بھاری بنا دیتے ہیں اور پھر وہ پانی "ودق" کی طرح نیچے گرنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ ویسا ہی ہے جیسے بجلی سے انسان مرجاتے ہیں۔ اس لئے وہ مرتے ہیں کہ ان کے خون میں جو لٹکے ہوئے ذرات ہیں وہ بجلی کے گزرنے سے مجتمع ہو کر Clots بن جاتے ہیں اور جبھی بجلی لگے ہوئے انسان کا رنگ کالا ہو جاتا ہے کیونکہ وہ خون جم کر سیاہ ہو جاتا ہے تو پانی جمانے کے لئے بھی بجلی چاہئے۔ اور وہ باریک ذرے جو ہمیشہ ہوا میں معلق رہ جاتے ہیں یہ بجلی کے کڑکے ہی ہیں جو انہیں اکٹھا کرتے ہیں اور پھر وہ بھاری ہو کر زمین پر گرنا شروع ہو جاتے ہیں تو "رعد" کی پھر یہ تعریف ہے۔ فرشتوں نے تو اپنے طور پر تعریف کی لیکن مضمون کی گہرائی میں نہیں اتر سکے۔ "رعد" خود جانتی ہے کہ میں کیا چیز ہوں۔ فرمایا:-

(----) بجلی کا ہر کڑکا اپنے رب کی حمد کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ بھی فرشتوں کی طرح اچھے کاموں پر مامور ہے۔ اور اس کے نتیجے میں بہت سے بنی نوع انسان کو فوائد حاصل ہو رہے ہیں۔

پھر اس مضمون پر آپ مزید غور کریں تو یہ معلوم کر کے آپ حیران ہوں گے کہ دنیا کی زرخیزی کا براہ راست بجلی سے تعلق ہے۔ پس ایک سادہ لوح انسان' کم علم انسان تعریف تو کرتا ہے لیکن اس تعریف میں ڈر زیادہ شامل ہوتا ہے۔ بجلی کا رعب زیادہ شامل ہوتا ہے۔ حقیقت کا علم اس کو نہیں ہوتا لیکن بجلی خود اپنی حقیقت کو ان معنوں میں جانتی ہے کہ جس طرح انسان خود اپنے نفس کو جانتا ہے' اسی طرح کارخانہ قدرت بھی خود اپنے آپ کو جانتا ہے لیکن اس میں ایک اور بات داخل ہے کہ ہوا میں جو نائیٹروجن پائی جاتی ہے' یہ نائیٹروجن روئیدگی کے لئے بڑی ضروری ہے اور جتنے بھی کھیتوں میں مختلف قسم کے کیمیاء زرخیزی بڑھانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ Artificial Fertilizers یا مختلف قسم کی گلنے سڑنے کے نتیجے میں پیدا ہونے والی کھادیں ہوں ان سب میں جزو اعظم نائیٹروجن ہوتی ہے۔ اب فضا میں جو نائیٹروجن تحلیل ہو کر ہمارے ہاتھوں سے یا نباتات کے ہاتھوں سے نکل چکی ہوتی ہے۔ اسے دوبارہ زمین میں لانے کے لئے بجلی کے کڑکے ضروری ہیں چنانچہ وہ پانی جو آسمان سے برستا ہے۔ بجلی صرف اس پانی کو بنانے کا کام نہیں دے رہی ہوتی بلکہ اس میں نائیٹروجن تحلیل کرنے کا کام بھی دے رہی ہوتی ہے۔ آسمان پر یہ کارخانہ بھی ساتھ لگا ہوا ہے کہ اگر غذا ساتھ نہ ہو تو خالی پانی کا کیا فائدہ؟ تو آسمان سے جو پانی برستا ہے وہ اپنی غذا بھی ساتھ لے کے آتا ہے' جبھی آپ نے دیکھا ہوگا کہ دس پانی کنویں کے دیں مگر آسمان سے برسنے والا ایک پانی کھیت کی جو حالتیں بدلتا ہے اور اس میں جو ایک نئی تازگی پیدا کر دیتا ہے اس پر دونوں کا آپس میں مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ یعنی زمینی پانی اس میں کوئی شک نہیں کہ فائدہ ضرور دیتا ہے۔ بعض جگہوں کے پانی زرخیز بھی ہوتے ہیں لیکن بارش کے ذریعے اگر نائیٹروجن دوبارہ زمین کو نہ ملتی تو یہ زمین اب تک ویرانہ ہو چکی ہوتی۔ بجلی کے کڑکوں کے ذریعہ اتنی زیادہ نائیٹروجن بنتی ہے کہ بعض سائنس دانوں کا خیال ہے کہ ساری دنیا میں جو کارخانے نائیٹروجن بنا رہے ہوتے ہیں ان سے کہیں زیادہ نائیٹروجن بجلی کے کڑکوں کے ذریعے ایک دن میں بنتی ہے اور پھر پانی میں تحلیل ہو کر دوبارہ مٹی کو ملتی ہے' تو اب دیکھ لیں (بجلی کا ہر کڑکا اپنے رب کی حمد کر رہا ہے) میں کیسا عجیب ایک اور مضمون داخل ہو گیا۔ عام آدمی سمجھتا ہے کہ یہ جلانے کے لئے یا ہلاک کرنے کے لئے ہے۔ غور کیا تو پتہ چلا کہ یہ جلانے اور ہلاک کرنے کے لئے نہیں بلکہ یہ روئیدگی پیدا کرنے کے لئے اور بڑھانے کے لئے اور نشوونما کی خاطر ہے۔ پس اس کی ہلاکت بھی معنی رکھتی ہے اور وہ بھی فائدے ہی کے لئے ہے مگر یہ ایک Ecosystem کا مضمون ہے جس کو تفصیل سے یہاں بیان کرنا ممکن نہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس کا جو حصہ جلانے کے کام آتا ہے وہ بھی عظیم تر فوائد کی خاطر ہے۔

یہ تو زندگی کو سہارا دینے کا مضمون ہے یعنی ربوبیت کا وہ مضمون جو زندگی پیدا ہونے کے بعد جاری ہوتا ہے۔ پس (بجلی کی کڑک تسبیح کر رہی ہے) میں دیکھیں خدا تعالیٰ نے کیا باتیں ہمیں دکھائیں لیکن اس کا تعلق زندگی کے آغاز سے بھی ہے۔ وہ تمام سائنس دان جنہوں نے زندگی کی پیدائش پر غور کیا ہے اور دنیا میں لاکھوں سائنس دان ہیں جن کے دن رات اس بات پر وقف ہیں وہ یہ معمہ حل کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں کہ زندگی کا آغاز کیسے ہوا تھا۔ اس بات پر وہ سب بہر حال متفق ہو چکے ہیں کہ اگر غیر معمولی طور پر طاقتور آسمانی بجلیاں سمندری پانیوں پر نہ گرتیں تو زندگی کا وہ مادہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا تھا جس سے آگے زندگی نے وجود پکڑنا تھا۔ وہ اینٹیں نہیں بن سکتی تھیں جن سے زندگی نے تعمیر ہونا تھا۔ پس (بجلی کا ہر کڑکا اپنے رب کی حمد کر رہا ہے) کا مضمون صرف موجودہ زمانے سے نہیں آئندہ زمانوں سے نہیں بلکہ ابتدائے آفرینش سے بھی ہے یعنی ابھی زندگی وجود میں ہی نہیں آئی تھی تو بجلی گویا ہم پر ہنس رہی تھی کہ بے وقوفو! تم مجھے سمجھا کرو گے کہ میں تو جلانے اور ہلاک کرنے والی چیز ہوں حالانکہ میری وجہ سے زندگی کا آغاز ہوا ہے۔ مجھے خدا نے تمہیں پیدا کرنے کے لئے اور کائنات میں ہر قسم کی زندگی کی صورتیں پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔

تو دیکھیں' اللہ تعالیٰ کی کیا شان ہے۔ صرف ایک آیت کے ایک حصے پر کچھ غور کریں تو آپ کو خدا تعالیٰ کی کتنی صفات دکھائی دیں گی اور پھر انسان بعض دفعہ یہ سوچتا ہے کہ کیسے ممکن ہے کہ سورہ فاتحہ میں خدا تعالیٰ کی ننانوے (۹۹) صفات کا ذکر ہو حالانکہ (بجلی کا ہر کڑکا اپنے رب کی حمد کر رہا ہے) میں جن علوم کی طرف اشارہ ہے' جن کے بغیر (بجلی کا ہر کڑکا اپنے رب کی حمد کر رہا ہے) کا مضمون پیدا ہی نہیں ہوتا وہی ننانوے سے زیادہ ہیں بلکہ اگر آپ غور کریں تو ننانوے ہزار (۹۹۰۰۰) سے بھی زیادہ دکھائی دیں گی۔

پس یہ سورہ فاتحہ ہے جس کو آپ غور سے سمجھنے کی کوشش کریں اور اس مضمون کو اپنے دل پر جاری کریں۔ اس میں ڈوبنے کی کوشش کریں۔ اسے کشتی بنائیں اور اس میں ذات باری تعالیٰ کی سیر کریں تو یہ وہ سفینہ ہے جو ایک بے کنار سمندر میں ہمیشہ ہمیش کے لئے سفر کرتا رہے گا اور کبھی آپ کو کوئی کنارہ دکھائی نہیں دے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ جیسی نعمت جس قوم کو عطا فرما دی ہو وہ بہر حال یہ نہیں کہہ سکتی کہ اے خدا! عبادت تو تو نے فرض کر دی اور کم سے کم پانچ وقت روزانہ کے لئے فرض کر دی لیکن ہمیں یہ نہ بتایا کہ اس عبادت کو کس طرح لذت سے بھریں' کیونکہ سورہ فاتحہ نے سب کچھ سکھایا ہوا ہے اور یہ تو بہت محدود سا ذکر ہے۔ بے شمار ایسے راز ہیں جو سورہ فاتحہ میں خزانوں کی طرح دفن ہیں۔ آپ ان کو پاتے چلے جائیں' ان پر غور کرتے چلے جائیں خدا ان کو ظاہر فرماتا چلا جائے گا۔ ہم اپنے غور سے نہیں پا سکتے مگر دل کو جتنا پاک کرتے چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ خود آپ پر یہ مضامین ظاہر فرماتا چلا جائے گا۔ (صرف پاک لوگ ہی اس کے مضمون کو چھو سکتے ہیں) کے مضمون کو پیش نظر رکھیں کہ سوائے ان لوگوں کے جن کو خدا پاک کر دیتا ہے کہ کوئی قرآن کریم کے مضامین کو چھو نہیں سکتا۔ پس کسی چالاکی کی ضرورت نہیں ہے۔ انسانی ذہن مختلف قسم کے ہیں۔ کوئی زیادہ قابل' کوئی کم قابل' کوئی زیادہ عالم' کوئی کم عالم لیکن سورہ فاتحہ کے مضمون کو سمجھنے کے لئے دل کے پاک ہونے کی ضرورت ہے اور دل کلیتہً پاک ہو نہیں سکتا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ پاک کرے اور جتنا پاک کرے وہی کرے۔ تو قرآن کریم نے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ (----) کہ صرف پاک لوگ اس کتاب کے مضمون کو چھو سکتے ہیں بلکہ فرمایا: (----) وہی لوگ اس کے مضمون کو چھو سکتے ہیں جنہیں پاک کیا جاتا ہے اور پاک کرنے والا خود خدا ہے۔

پس جتنا آپ سورہ فاتحہ کے مضمون پر غور کرتے ہوئے آگے بڑھیں گے' تان اس بات پر ٹوٹے گی کہ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) اے خدا ہم نے خود سیر کی' خوب لطف اٹھائے لیکن بہت کچھ دیکھنا باقی ہے اور جو کچھ دیکھا اس سے فائدہ اٹھانا باقی ہے۔ اسے مستقلاً اپنے وجود کا حصہ بنا لینا باقی ہے۔ پس (----) ہم تیری ہی عبادت

باقی صفحہ ۷ پر

نسیم سیفی

میری نثر نگاری

ایک دو ناولٹ خاص طور پر انگریزی کا وہ ناولٹ جس کا نام "۱۹۸۴ء" تھا۔ میں نے ضرور پڑھے ہیں لیکن پورے حجم کا ناول آج تک نہ اردو زبان میں پڑھا ہے نہ انگریزی زبان میں حتیٰ کہ جب روس کے نوبل پرائز جیتنے والے ناول نگار بورس پیسٹرناک کے ناول کا انگریزی میں ترجمہ چھپا تو وہ میں نے بڑے شوق سے خریدا لیکن مجھے یاد ہے کہ میں دس پندرہ صفحات سے زیادہ نہیں پڑھ سکا۔ مجھے اس میں کوئی دلچسپی اس لئے پیدا نہ ہوئی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ کہانی بڑی گنجلک ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اوائل عمر ہی میں میں نے دو ناول لکھے۔ ۱۹۳۶ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے ایف اے کا امتحان پاس کیا تو قادیان واپس جانے سے پہلے کچھ عرصہ لاہور میں ہی قیام کیا۔ اس دوران ایک ناول دو تین ہفتہ کے اندر اندر لکھا اور ایک پبلشر کے پاس لے گیا۔ اس پبلشر کی دکان نولکھا بازار میں لاہور ریلوے سٹیشن کے قریب تھی۔ مجھ سے کہا گیا کہ چھاپ تو ہم دیں گے لیکن رائلٹی کے طور پر آپ کو صرف ۲۰ کاپیاں ملیں گی۔ مجھے تو ان ۲۰ کاپیوں کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ یہی بات میرے لئے بہت تھی کہ وہ ناول چھپ جاتا۔ جب یہ ناول ایک دو ہفتوں کے اندر چھپ کر بکنے لگا تو میں نے ایک اور ناول دو تین ہفتوں میں لکھ کر اسی پبلشر کو دے دیا۔ وہ بھی اس نے ۲۰ کاپیاں رائلٹی دینے کی شرط پر چھاپ دیا۔ اور یہ دونوں ناول اس وقت تک بازار میں اور سٹیشنوں پر بکتے رہے جب تک لوگوں کو یہ محسوس نہیں ہو گیا کہ ان میں تو عام روایتی حالات کے علاوہ احمدیت کا بہت زیادہ ذکر ہے۔ ایک ناول میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ذکر تھا اور دوسرے میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کا میں سمجھتا ہوں کہ جب لوگوں کی توجہ اس بات کی طرف پیدا ہوئی۔ اور اس وقت ہماری ایک مخالف جماعت ہمارے خلاف بہت پراپیگنڈہ کرتی تھی۔ تو یہ ناول نظروں سے غائب ہو گئے۔ لیکن ان کے غائب ہونے سے پہلے پہلے میں نے ایک اور ناول لکھا جس میں روایتی باتوں کے علاوہ حضرت امام جماعت الاول کے حالات درج تھے۔ یہ ناول میں نے زیادہ تر قادیان میں لکھا اس وقت تک میں ایک ناول نگار کے طور پر خاصا معروف ہو گیا تھا حتیٰ کہ میرے ساتھ جو خط و کتابت ہوتی تھی اس پر میرے نام کے ساتھ ناول نگار بھی لکھا ہوتا تھا۔ چنانچہ میری اس "مشہوری" کی وجہ سے ایک دوست جو مجھ سے عمر میں کچھ بڑے تھے کہنے لگے کہ تم ناول لکھتے ہو۔ جونہی امور عامہ کو اس بات کا پتہ چلا تمہیں سزا ملے گی۔ کم عمری کا زمانہ تو تھا ہی میں اتنا ڈرا کہ اس سے میرا خاندان بھی بدنام ہو جائے گا اور مجھے سزا بھی ملے گی۔ کہ میں وہ ناول چپکے سے اپنے ایک دوست جو دارالرحمت قادیان میں رہتے تھے ان کے پاس لے گیا وہ میرے کلاس فیلو بھی تھے اور ایک دو سال فیل ہونے کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے میں نے کچھ دنوں تک انہیں حساب اور جیومیٹری بھی پڑھایا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ چند صفحے رہ گئے ہیں۔ اگر آپ اس ناول کو مکمل کر لیں تو آپ اپنے نام سے چھپوا سکتے ہیں۔ اس وقت تک ناول نویسی میں یا نثر نگاری میں یہ میری آخری کوشش تھی۔ اس کے بعد مجھے نثر سے متعلق اس وقت تک توجہ پیدا نہ ہوئی جب تک کہ میں نے دہلی جاکر اخبار ریاست کے لئے لکھنا شروع نہیں کر دیا۔ میرے کچھ افسانے اخبار ریاست میں چھپے مگر یاد نہیں کتنے لیکن بہت کم۔ اور جب میں نائیجیریا جانے کے لئے ۱۹۴۴ء میں قادیان آیا ہوا تھا تو میں نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ مضمون نگاری کے مقابلہ میں حصہ لیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اول پوزیشن حاصل کی۔ میرا وہ مضمون حسب دستور اردو ریویو آف ریلیجنز میں چھپا اور اگرچہ اس کا انعام اگر میں قادیان ہی میں رہتا تو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سے مجھے ملتا لیکن میں چونکہ نائیجیریا کے لئے روانہ ہو چکا تھا اس لئے یہ انعام میری عدم موجودگی میں میرے والد صاحب کو دیا گیا۔ ان دنوں خدام الاحمدیہ کے مضموں نگاری کے مقابلے میں اول پوزیشن حاصل کرنے والے کو بیس روپے کی کتابیں ملا کرتی تھیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان دنوں بیس روپے کی کتابوں سے میز پر ڈھیر لگ جاتا تھا۔ یہ کتابیں میرے لئے میرے والد صاحب کو دی گئیں۔ نائیجیریا جانے کی وجہ سے اردو نثر نگاری تقریباً ختم ہو گئی۔ سوائے ان رپورٹوں کے جو مشن کی کارکردگی کے سلسلے میں دفتر کے ذریعے الفضل کو بھیجی جاتی تھیں اور وہ بھی بہت کم کم۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت امام جماعت الثانی نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تمہاری رپورٹ نہیں ملی۔ میں نے گذارش کی مشن کے کاموں میں اتنا مصروف رہا ہوں کہ لکھنے کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ حضرت صاحب نے جواباً ارشاد فرمایا میں کب کہتا ہوں کہ تم خود لکھو تمہاری حیثیت تو ایک جرنیل کی سی ہے۔ اپنے ماتحتوں سے لکھوایا کرو۔ لیکن لکھواؤ ضرور کیونکہ تم لوگ میری آنکھیں اور میرے کان ہو۔ اور جو کچھ باہر ہوتا ہے اس کے متعلق مجھے تمہاری رپورٹوں سے آگاہی ملتی ہے۔ بہرحال میری اپنی لکھی ہوئی بہت کم رپورٹیں الفضل میں شائع ہوئیں۔

وہاں پر زیادہ تر بلکہ کلیتہً انگریزی ہی میں لکھا گیا۔

۱۹۶۴ء میں واپس آکر میں نے الفضل انصار اللہ اور خالد کے لئے چند ایک مضامین لکھے جن کا ایک مجموعہ "میدان عمل" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اسی طرح ایک اور مجموعہ مرتب تو ہو چکا ہے لیکن اسے شائع کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ امید ہے کہ جلد ہی اس کی اشاعت کا بھی انتظام کیا جا سکے گا۔

نائیجیریا میں قیام کے دوران چونکہ میں نے وہاں کی مرکزی لائبیریری سے دینی معلومات حاصل کرنے کے لئے متعدد کتابوں کا مطالعہ کیا تھا اس لئے ان کتابوں سے جو کچھ میں اخذ کر سکا وہ میں لاہور سے شائع ہونے والے اپنے ہفتہ وار اخبار دی سن رائز میں (انگریزی زبان) لکھتا رہا۔ اور میرے مضمون سن رائز میں باقاعدگی کے ساتھ چھپتے رہے۔ مضامین کے ساتھ ساتھ نائیجیریا جماعت کی کارکردگی کی بعض رپورٹیں بھی اس میں شائع ہوئیں۔ چنانچہ جب میں ۱۹۵۰ء میں چند مہینوں کے لئے ربوہ واپس آیا تو سن رائز کی ادارت کی پوسٹ خالی تھی۔ حضرت امام جماعت الثانی نے ارشاد فرمایا کہ تم سن رائز کی ادارت کا فریضہ سرانجام دو۔ مجھے بتایا گیا کہ سن رائز کے کاغذات لاہور میں حضرت مولانا رحمت علی صاحب (انڈونیشیا) کی کوٹھی پر موجود ہیں میں وہاں سے وہ کاغذات لے آؤں اور یہ اخبار چھپوانا شروع کر دوں۔ اخبار کے لئے لاہور میں بازار سے ٹائپ کروانا پڑتا تھا۔ اور ایک چھوٹے سے پریس میں جہاں پروف پڑھنے کے لئے نہ کوئی میز تھا نہ کوئی کرسی بلکہ ٹوٹی ہوئی چارپائیوں پر بیٹھ کر پروف پڑھنے پڑتے تھے میں کچھ دیر سن رائز کی ادارت کرتا رہا۔ حتیٰ کہ مجھے واپسی کا ارشاد ملا اور میں نائیجیریا چلا گیا۔ اس عرصے میں مجھے یہاں پاکستان میں رہ کر انگریزی مضامین (نثر) لکھنے کا موقعہ ملا۔ نائیجیریا واپس جاکر ابھی ایک ہی سال گذرا تھا کہ میں نے وہاں سے اخبار "دی ٹروتھ" جاری کیا جس کی ادارت ۱۹۶۴ء تک یعنی اپنی پاکستان کو واپسی تک میں کرتا رہا۔ اس میں بہت سے مضامین میرے لکھے ہوتے تھے۔ اور خبریں بھی میرے ہی قلم سے جاری ہوتے تھے۔ گویا بارہ سال تک انگریزی نثر لکھنے کا بھرپور موقعہ ملا۔ دی ٹروتھ کے علاوہ مقامی اخبارات میں میرے عام مضامین بھی چھپے اور کالم بھی۔ میں ایک ہفتہ میں چار چار مختلف کالم لکھتا رہا اور اخبارات کو مہیا کرتا رہا۔ اخباری مسائل کے علاوہ مجھے احمدیہ جماعت نائیجیریا کی دعوت الی اللہ کی ضروریات کے پیش نظر دین حق اور عیسائیت کے متعلق لٹریچر بھی شائع کرنے کا موقعہ ملا۔ یہ سب کچھ بھی ظاہر ہے کہ انگریزی نثر ہی میں تھا۔ نائیجیریا سے واپس آیا تو ماہنامہ تحریک جدید نکالنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ بائیس تیئس سال تک میں نے اس میں اردو اور انگریزی نثر لکھی اور بہت سے ترجمے بھی کئے یعنی اردو سے انگریزی زبان میں۔ وہ بھی شائع شدہ ہیں جب میں سیرالیون چلا گیا تو وہاں جاکر دو سال تک میں نے جماعت کی طرف سے احمدیہ نیوز اینڈ ویوز بلیٹین شائع کیا۔ یہ بلیٹین سوائے اس کے کہ پرنٹنگ پریس میں نہیں چھپتا تھا۔ اخبار ہی کی طرز پر نکالا جاتا تھا۔ یعنی اس کے مضامین اور اس کی خبریں اور اس کے تبصرے بعینہٖ ویسے ہی ہوتے تھے جیسے اگر یہ پرنٹنگ پریس میں چھپ کر اخبار کی صورت میں چھپتا تو ہوتے۔ اس کے علاوہ وہاں ایک نسبتاً لمبے عرصہ تک مجھے ایک اخبار میں کالم لکھنے کا بھی موقعہ ملا۔ گویا کہ وہاں بھی جتنا عرصہ گذارنے کی سعادت حاصل ہوئی اس میں انگریزی زبان میں نثر لکھتا رہا۔ واپسی پر پھر ماہنامہ تحریک جدید کی ادارت کی وجہ سے اردو اور انگریزی نثر لکھی۔ اور جب سے حضرت امام جماعت الرابع نے مجھے الفضل میں منتقل فرمایا ہے اردو نثر ہی میرا اوڑھنا اور بچھونا بن گیا ہے۔ بعض اوقات بعض دوست مذاق کے رنگ میں کہتے بھی ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ صرف تم ہی اخبار میں لکھتے ہو بات بھی ٹھیک ہے میں اخبار کے لئے خاصا لکھتا ہوں۔ مجھے بہرحال آٹھ صفحات کی ایک ایک لائن قارئین کے سامنے پیش کرنی ہے۔ میں یہ نہیں کر سکتا کہ ایک کالم یا نصف صفحہ یا کوئی پورا صفحہ خالی ہی قارئین کے سامنے پیش کر دوں۔ جو کچھ مجھے میرے مضمون نگاروں سے ملتا ہے اور اس میں سے جو کچھ میں شائع کر سکتا ہوں اس کے علاوہ باقی ساری جگہ پر کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اور اس لئے بھی ایک لمبا عرصہ دعوت الی اللہ کے میدان میں کام کیا ہے (میرا خیال ہے کہ ۲۵ سال کو لمبا عرصہ ہی کہنا چاہئے) اس لئے کچھ باتوں کا دوہرانا مفید سمجھتا ہوں۔ اور اخبار کے لئے سب سے بڑی بات جو میرے ذہن میں آتی ہے اور جسے میں اپنے لائحہ عمل کے طور پر استعمال کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس میں افادیت ہونی چاہئے۔ دعوت الی اللہ کے لئے جماعتی تربیت کے لئے ایک دوسرے سے رابطہ کے لئے اور اسی قسم کی دیگر باتوں کے لئے۔ ہر وہ بات جو میں اپنے قارئین کے علم میں اضافے کے لئے ان کی

باقی صفحہ ۷ پر

یادرفتگان

محمد منور

چوہدری محمدؐ عیسیٰ صاحب

عزیزم چوہدری محمد عیسیٰ صاحب جن کا انتقال ۳۰۔ ستمبر ۱۹۹۴ء کو جمعہ کے دن لندن میں ہوا۔ میرے بہت ہی اچھے ساتھی رہے ہیں۔ کچھ عرصہ وہ مع اہل و عیال کینیا میں مربی کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ ستر کی دہائی میں انہوں نے مجھے مخلصانہ تعاون دیا اور کبھی کوئی بدمزگی یا اختلاف ہمارے درمیان میں پیدا نہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں محبت سے دلوں کو رام کرنے کا سلیقہ عطا فرمایا تھا۔ اس لئے اپنے بڑوں اور چھوٹوں اور مربّی ساتھیوں سے محبت کا سلوک کرکے ان کے دل جیت لیتے تھے۔ ان کے ہونٹوں پر ہمیشہ مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔ اس لئے ان کی جدائی سے اتنا ہی صدمہ ہوا ہے کہ جتنا اپنے چھوٹے بھائی کی وفات سے ہوتا ہے۔ لندن میں مربّی مقرر ہوئے تو جب بھی وہاں سے وطن واپس آئے مجھ سے ضرور ملاقات کرتے اور پرانی یادیں تازہ کرجاتے۔

عزیزم چوہدری صاحب سے تعارف تو اس وقت سے تھا۔ جب وہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم حاصل کررہے تھے۔ ایک دفعہ جب میں مشرقی افریقہ سے وطن رخصت پر آیا تو محترم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ نے ان کا تحقیقی مقالہ نمبر لگانے کے لئے مجھے بھجوایا۔ مقالے کا علمی معیار زیادہ اونچا نہیں تھا۔ لیکن میں نے اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی رنگ میں ان سے اپنے دین کی خدمت لے لے انہیں پاس کردیا۔

جب وہ مربّی بن کر میرے ساتھ کام کرنے کے لئے کینیا آئے تو میں نے انہیں صوبہ نیانزا کا انچارج مقرر کردیا۔ جہاں ہماری سب سے زیادہ لوکل جماعتیں موجود تھیں۔ ان کا مرکز کسوموشہر تھا۔ وہاں دارالجماعت موجود تھا۔ بیت محمود بھی تعمیر ہوچکی تھی۔ انہوں نے اس صوبہ کی جماعت ہائے احمدیہ کو منظم کیا اور اچھے رنگ میں تربیت کی۔

جماعتی جلسوں کے وقت عزیزم محمد عیسیٰ صاحب کی انتظامی قابلیت نمایاں ہوکر نظر آتی تھی۔ احمدی احباب و خواتین و اطفال میں سے مستعد لوگوں کا انتخاب کرکے ان کے ذمہ ڈیوٹیاں لگاتے اور خود ہی ان کی نگرانی کرتے اور ہنسی خوشی سب سے واجبی خدمات لیتے تھے۔ جماعت کے افراد بھی ان سے خوشی خوشی تعاون کرتے اور کبھی کوئی شکایت پیدا نہ ہوئی۔

کبھی ہم مل بیٹھتے اور ہنسی مذاق میں باتیں ہوتیں تو میں انہیں کہتا کہ اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ نے میرے پلّے پڑنا ہے تو میں آپ کو کبھی پاس نہ کرتا۔ تو وہ ہنس کر جواب دیتے کہ اب تو آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو ہی گیا ہے۔ مگر اب کیا ہوسکتا ہے۔

ایک دفعہ ان کے بڑے بیٹے عزیزم داؤد کا سکول سے نتیجہ آیا۔ غالباً وہ تیسری۔ چوتھی جماعت میں پڑھتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ داؤد پڑھائی میں کمزور کیوں ہے۔ تو بہت ہنسے اور کہا کہ بیٹے نے باپ جیسا ہی بننا تھا۔

جانے والے بھائی نے سواحیلی زبان بھی اچھی سیکھ لی تھی اور عمدگی سے کام چلا لیتے تھے۔ لیکن ان کا اصلی میدان خوش خلقی اور ہمدردی تھا۔ وزنی دلائل کی بجائے وہ میٹھی میٹھی باتوں سے اپنے مخاطب کو اپنا گرویدہ بنا لیتے تھے اور پھر سلسلہ کے لٹریچر کے ذریعہ اس کے شکوک و شبہات کا ازالہ کردیتے تھے۔ رابطے کا جذبہ ان میں کمال کا تھا اور جہاں بھی جاتے لوگوں کو دوست بنا لیتے تھے۔ اسی لئے ان کا وصال قلبی صدمے کا موجب ہوا ہے۔

عزیزم داؤد کی شادی کے انتظامات مکمل ہوچکے تھے۔ لیکن ان کے جنتی باپ کے پہلے دو اپریشنوں کی وجہ سے شادی لیٹ ہوتی چلی گئی۔ اب یہ تیسرا اپریشن جان لیوا ثابت ہوا اور صرف ایک ہفتہ بے ہوش رہنے کے بعد وہ اس دار فانی سے دار جاودانی کی طرف سدھار گئے۔ اور سارے گھریلو معاملات کا بوجھ عزیزم داؤد پر آپڑا۔

ہم اللہ تعالیٰ کی باریک حکمتوں پر ایمان لاتے اور اپنی کوتاہ بینی کا اقرار کرتے ہوئے عزیزم چوہدری محمد عیسیٰ صاحب کے درجات کی بلندی کے لئے دست بدعا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اہل و عیال کی خود دستگیری فرمائے اور سارے بگڑے کام اپنے فضل سے بنادے اور ان میں بے حساب برکت ڈالے۔

عزیزم چوہدری صاحب کو یہ عظیم سعادت بھی حاصل ہوئی کہ انہوں نے پیارے آقا کے ساتھ رہ کر دینی اور جماعتی خدمات سرانجام دیں اور مقدس آقا کا پیار اور دعائیں حاصل کیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں تمام خدمات کا عظیم صلہ دے اور ان کی بخشش فرمائے۔

> جو شخص ذکر الٰہی میں آگے نہیں بڑھ رہا وہ رفتہ رفتہ ان لوگوں میں شامل ہو رہا ہوتا ہے جن کے دل خدا کے لئے سخت ہوچکے ہیں۔
>
> (حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

تعارف

مولانا عبدالباسط شاہد

کچھ باتیں - کچھ یادیں

مکرم عبدالحمید صاحب عاجز اپنی کتاب "کچھ باتیں کچھ یادیں۔ اور ریگ رواں" میں لکھتے ہیں:-

"حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے تین سو تیرہ رفقاء میں سے تھے اور ہندوؤں میں سے احمدی ہوئے تھے۔ ۱۹۶۰ء کے جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کے لئے تشریف لے گئے۔ جلسہ کے بعد آپ سفر پر تھے کہ بمقام خانیوال مورخہ ۱۶۔ جنوری ۱۹۶۱ء کو وفات پاگئے۔ ان کی وفات کی اطلاع بذریعہ تار ملی۔ آپ نے حضرت صاحب کی خاص منظوری سے مقبرہ بہشتی کے قطعہ خاص میں اپنے لئے جگہ ریزرو کروائی ہوئی تھی۔ آپ کے فرزند مہتہ عبدالرزاق صاحب کافی کوشش اور جدوجہد کرکے حضرت بھائی جی کی خواہش کے مطابق حکومت ہند کے ہائی کمشنر سے خصوصی اجازت حاصل کرکے آپ کی نعش کو بارڈر پار کرکے لانے کی کوشش میں کامیاب ہوگئے۔...... دراصل ان کی کوشش سے زیادہ حضرت بھائی جی کے صدق و صفا کا دخل تھا کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق اپنے آقا کے قدموں میں جگہ پاسکیں۔" ص ۹۵

اسی طرح ایک اور درویش کا ذکر کرتے ہوئے مکرم عاجز صاحب لکھتے ہیں۔

"ہمارے ایک پرانے درویش مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب آڑھتی اپنے بیٹے کے پاس لندن گئے ہوئے تھے اور ان کی وہاں ہی وفات ہوگئی۔ ان کی نعش...... چوہدری غلام احمد صاحب قادیان لے کر آئے اور مورخہ ۱۰-۱۱-۱۹۷۶ کو یہاں پر ان کی نماز جنازہ ادا کرکے مقبرہ بہشتی میں تدفین ہوئی۔ حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی کے بعد آپ دوسرے درویش ہیں جن کی وفات ملک سے باہر ہوئی اور نعش قادیان میں لاکر دفن ہوسکی۔" ص ۱۶۲

اسی ضمن میں ایک اور درویش کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:-

محترم حافظ سخاوت علی صاحب اپنے چھوٹے بیٹے عزیز مظفر احمد کے ساتھ پاکستان گئے ہوئے تھے...... چند روز بیمار رہ کر مورخہ ۴۔ مئی ۱۹۸۴ء کو وفات پاگئے۔ عزیز مظفر احمد صاحب نے کافی ہمت اور دوڑ دھوپ کی اور محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر خدمت درویشاں نے کمال شفقت سے ذاتی دلچسپی لے کر چند گھنٹوں میں محترم حافظ صاحب کی نعش لاہور پہنچانے کا انتظام فرمایا اور جماعت احمدیہ لاہور کے ذمہ دار ارکان نے ہر طرح کا تعاون کرکے ان کے جسد خاکی کو بارڈر تک پہنچانے کا انتظام کیا...... قادیان میں درویشی دور کی تاریخ میں اس قسم کے واقعہ کی پہلی مثال حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی کی وفات کے بعد بلا توقف ان کی نعش کا قادیان پہنچ کر ان کی خواہش کے مطابق مقبرہ بہشتی میں دفن ہونا ہے۔ اور دوسری مثال حضرت حافظ صاحب کی ہے۔"

ریکارڈ کی تکمیل و درستی کیلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایک اور ایسے درویش کا بھی ذکر کیا جائے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عہد درویشی و وقف کی تکمیل کی توفیق مرحمت فرمائی اور اگرچہ اس نے اپنے آخری سانس پاکستان میں لئے مگر بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین کی سعادت پائی۔

خاکسار نے جولائی ۱۹۷۹ء میں خدمت دین کے سلسلہ میں زیمبیا جانے کی سعادت پائی اس وقت ابا جان عبدالرحیم دیانت شدید بیمار اور امرتسر کے ایک ہسپتال میں داخل تھے۔ ہمارے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ان دنوں قائم مقام وکیل التبشیر تھے۔ خاکسار ابا جان کو ملنے ہندوستان جاتا تو اس وقت کے ملکی قانون کے ماتحت زیمبیا جانے میں دقت پیش آسکتی تھی تاہم آپ نے ازراہ شفقت ایک ہفتہ کی اجازت دی۔ ویزا وغیرہ کے حصول میں بھی اللہ تعالیٰ نے آسانیاں پیدا فرمادیں اور یہ ممکن ہوسکا کہ خاکسار نے ابا جان سے امرتسر ہسپتال میں ملاقات کی۔ آپ نے لیٹے لیٹے گلے سے لگایا پرنم آنکھوں سے دعائیں دیں۔ خدمت کی سعادت کے حصول پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

بیماری کے ایام میں سب بہن بھائیوں نے باری باری ویزا حاصل کرکے قادیان جاکر خدمت و تیمارداری کا فرض ادا کیا میری اہلیہ صاحبہ اور بچوں کو بھی موقع ملا تاہم زیادہ عرصہ وہاں رہنا ممکن نہ تھا اس لئے میرے بھائیوں عبدالمجید صاحب نیاز اور عزیز عبدالسلام نے ابا جان کو پاکستان لانے کا پروگرام بنایا مگر ابا جان کسی بھی قیمت پر قادیان چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھے۔ حالانکہ ڈاکٹروں نے بھی یہی مشورہ دیا تھا مگر ابا جان کو اس پر بھی شرح صدر نہیں تھا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سے کہلوایا

باقی صفحہ ۷ پر

امریکہ / نیٹو سے بوسنیا کے مسئلے پر سخت رویہ اپنانے کا مطالبہ

امریکہ نے اپنے اتحادیوں 'نیٹو سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ بوسنیا کے مسئلے پر سربوں کے خلاف سخت رویہ اختیار کرے۔ اور اگر سربوں نے اقوام متحدہ کے مطالبوں کی مخالفت جاری رکھی اور امن قائم کرنے والی افواج پر حملے کئے تو اس پر مزید فضائی حملے کئے جائیں۔

امریکی وزیر دفاع مسٹر ولیم پیری نے نیٹو سے درخواست کی کہ وہ امن فوج پر حملوں کا جواب فوری اور سخت رد عمل سے دے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ سربوں کو بتایا جائے کہ نیٹو نے جو اصول مقرر کئے ہیں اگر انہوں نے اس کی خلاف ورزی کی تو ان کو اس کی بھاری قیمت ادا کرنا ہو گی۔

انہوں نے نیٹو کی فوجی طاقت کے محدود استعمال پر مایوسی کا اظہار کیا۔ نیٹو نے چند روز پیشتر ایک فضائی حملہ اس وقت کیا تھا جب سربوں نے امن فوج پر حملہ کیا۔ اگرچہ امریکہ کے بعض اتحادی سربوں کی خلاف ورزیوں کا سخت جواب دینے کے حامی ہیں لیکن بعض دوسروں کا یہ بھی خیال ہے کہ معاملہ اقوام متحدہ پر چھوڑا جائے کہ وہ خود اس بارے میں فیصلہ کرے۔

اقوام متحدہ کے افسران کو بوسنیا کے سربوں پر فضائی حملے کرنے سے اہم ویٹو رکاوٹ بن گیا ہے۔ اور اب وہ فضائی حملے کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کر رہے ہیں۔ ان کو خوف ہے کہ سرب فوجیں اقوام متحدہ کی امن افواج پر حملہ نہ کر دیں جن کے پاس صرف ہلکے ہتھیار ہیں اور اس طرح سے معاملہ زیادہ بگڑ نہ جائے یہ ہچکچاہٹ نیٹو کے لئے پریشانی کا باعث ہے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ ان کا وقار اس مسئلے میں داؤ پر لگا ہوا ہے۔

بوسنیا میں اقوام متحدہ کے کمانڈر جنرل روز نے صاف کہہ دیا ہے کہ وہ فضائی حملوں کے اجازت دینے میں متذبذب ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم بمباری سے امن نہیں حاصل کر سکتے۔ طاقت کا زیادہ استعمال میرے خیال میں مسئلے کا حل نہیں ہے۔ نیٹو کے وزراء اقوام متحدہ کی اس دھمکی پر بھی غور کر رہے ہیں کہ اگر بوسنیا کی مسلمان حکومت کو فائدہ پہنچانے کے لئے اس پر سے ہتھیاروں کی پابندی اٹھا لی گئی تو وہ امن قائم کرنے والی افواج واپس بلا لیں گے۔ لیکن اب یہ فوری مسئلہ نہیں رہا کیونکہ خود بوسنیا کی حکومت نے اس کے لئے چھ ماہ کی مہلت دینے کا اعلان کر دیا ہے۔

گذشتہ ۲۸ سال میں پہلی بار فرانس کے وزیر دفاع نیٹو کے وزرائے دفاع کی میٹنگ میں شرکت کر رہے ہیں۔ فرانس ۱۹۶۴ء میں نیٹو کی افواج کے معاملات سے بطور احتجاج الگ ہو گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ یورپ کے دفاعی معاملات میں امریکہ بالادستی حاصل کر رہا ہے۔ فرانس کی یہ شمولیت بوسنیا کے مسئلے پر نیٹو کی رائے کو متاثر کرنے کا حربہ ہے۔

☆ O ☆

ہیٹی / فوجی حکمرانوں کا مستقبل

ہیٹی کے سابق صدر مسٹر ارسٹیڈ نے اس بات کو خارج از امکان قرار دیا ہے کہ ہیٹی کے فوجی حکمرانوں کو مکمل طور پر معافی دے دی جائے۔ امریکہ نے ہیٹی کے فوجی حکمرانوں سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ اقتدار چھوڑ دیں تو ان کو معافی دے دی جائے گی۔

مسٹر ارسٹیڈ نے کہا کہ گذشتہ تین سال میں جب سے فوجی حکمراموں نے اقتدار سنبھالا ہے ۵ ہزار افراد مارے جا چکے ہیں انہوں نے کہا کہ میں معذرت چاہتا ہوں کہ آپ انسانیت کے خلاف جرائم بھی کریں اور آپ کو کلی معافی بھی دے دی جائے۔

ہیٹی کی پارلیمنٹ میں اس بات پر بحث شروع ہو گئی ہے کہ کیا فوجی حکمرانوں کو معافی دی جائے یا نہ۔

☆ O ☆

تائیوان چین تنازعہ

تائیوان نے چین کے خطرے کے پیش نظر اپنی فوجوں کو تیار رہنے کا حکم دے دیا ہے۔ تائیوان کے صدر مسٹر لی تنگ ہوئی نے کہا کہ ان کی افواج دشمن کے حملے کا جواب دینے کے لئے مستعد ہیں انہوں نے یہ بات عرصہ دس سال میں سب سے بڑی فوجی مشقوں کے آغاز پر کہی۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہمارا دفاع مضبوط ہو تو ہمیں کیمونسٹ چین کی طرف سے حملے کی کوئی فکر نہ ہو گی۔ اور اسی صورت میں ہم دونوں اطراف کے درمیان تعلقات کو نارمل رکھ سکتے ہیں۔

تائیوان کی فوج ۵ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ اس نے اپنے جدید اسلحہ کا مظاہرہ کیا۔

چین تائیوان کو اپنا صوبہ قرار دیتا ہے۔ یہاں پر قوم پرست چینی ۱۹۴۹ء میں خانہ جنگی میں شکست کھانے کے بعد اکٹھے ہو گئے تھے' چین نے کہا ہے کہ وہ اس بات کو خارج از امکان قرار نہیں دیتا کہ وہ اپنا علاقہ واپس لینے کے لئے قوت کا استعمال کرے۔

تائیوان نے حال ہی میں امریکہ سے ۱۶۰ جدید ترین ٹینکوں کے حصول کا سودا کیا ہے جس کی پہلی کھیپ جو ۲۰ ٹینکوں پر مشتمل ہو گی اگلے سال کے شروع میں اسے مل جائے گی۔ اس کے علاوہ اس نے امریکہ سے ۱۵۰۔ ایف ۱۶ طیارے خریدنے اور ۵۶۵ ملین ڈالر کی مالیت کے پیٹریاٹ میزائل خریدنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ تائیوان نے اپنے ملک میں فائٹر طیارہ بھی بنایا ہے۔ اور اس کے علاوہ امریکی F-SE جیٹ فائٹر اور امریکہ کے 48H ٹینک پہلے ہی اس کے پاس موجود ہیں۔

☆ O ☆

سورت شہر کی ناگفتہ بہ صورت حال

سورت شہر کی صورت حال پہلے ہی اس قدر خراب تھی کہ یہاں پر کوئی بھی تباہی پھیل سکتی تھی۔ اگرچہ بھارت میں خواندگی کا تناسب ۵۲% ہے اور یہاں پر نت نئی ترقیات کا بھی بڑا غلغلہ ہے لیکن انتظامیہ اتنی ناقص ہے کہ سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی نے ایک بار کہا تھا کہ نئی دہلی سے جب کسی علاقے کو ۱۰۰ روپے دیئے جاتے ہیں تو ان میں سے صرف ۱۵ روپے اصل جگہ تک پہنچ پاتے ہیں۔

سورت میں طاعون پھوٹنے نے تمام باتوں کو کھول کر رکھ دیا ہے کہ بھارت کا سماجی اور سیاسی ڈھانچہ کیا ہے اور آزادی کے بعد سے ترقی کے نام پر فی الحقیقت کیا کچھ کیا گیا ہے۔

شہر میں کچی آبادیوں کی بہتات ہے جو کئی انچ گندگی میں دھنسی ہوئی ہیں۔ جگہ جگہ مردہ جانوروں کی لاشیں پڑی گل سڑ رہی ہیں جو حالیہ سیلاب میں ہلاک ہوئے تھے اور ان کو اٹھانے والا کوئی نہیں۔ سورت کسی ایسی ہی تباہی کو جنم دینے والے تھا جو چرنوبل کے حادثے سے کم نہ تھی۔ شہر میں صحت عامہ' تعلیم' منصوبہ بندی نام کی کوئی چیز نہیں۔ گندگی کے ڈھیروں کو اٹھانے والا کوئی نہیں۔ ایسی حالت میں جہاں چوہوں کی بہتات ہو طاعون پھوٹ پڑنا کوئی عجیب بات نہیں ہے۔

☆ OOO ☆

بوسنیا میں امدادی قافلے

بوسنین سربوں نے بوسنیا میں اپنے زیر قبضہ خصوصاً مشرقی بوسنیا کے علاقوں کو جانے والے اقوام متحدہ کے امدادی قافلوں پر سے پابندی ہٹا دی ہے۔ یہ پابندی سربوں نے ایک ہفتہ قبل اس وقت لگائی تھی جبکہ نیٹو کے طیاروں نے ان کے ایک ٹینک پر حملہ کیا تھا۔ سربوں نے سراجیوو کی بجلی بھی بحال کر دی ہے۔ اور پانی اور گیس کی بحالی بھی جلد متوقع ہے۔ سربوں نے سراجیوو کا ہوائی اڈہ کھولنے کے لئے بھی اقوام متحدہ کے نمائندوں سے بات چیت کی ہے۔

نیٹو کے طیاروں نے سربوں کے ٹینک کو ۲۲۔ ستمبر کو اس وقت نشانہ بنایا تھا جب انہوں نے سراجیوو کے گرد ۱۲۔ میل کے طے شدہ غیر فوجی اور ہتھیاروں سے پاک علاقے کی خلاف ورزی کی تھی۔ سربوں نے فرانس کے ایک ٹینک پر آر آر رائفل سے حملہ کیا تھا جس سے ایک فرانسیسی فوجی زخمی ہو گیا تھا۔

بوسنین سرب کمانڈر جنرل راتکو ملاک کی ڈھٹائی ملاحظہ ہو انہوں نے اقوام متحدہ کی افواج کو کہا کہ نیٹو کے طیاروں کے حملے کی سزا کے طور پر سراجیوو ائرپورٹ کو دو ہفتوں کے لئے بند رکھا جائے گا۔

☆ O ☆

۳۵ ممالک نے رابطہ منقطع کر لیا

تازہ خبر یہ ہے کہ مجموعی طور پر ۳۵۔ ممالک نے بھارت سے اپنا ہر قسم کا رابطہ طاعون کی وجہ سے توڑ لیا ہے۔ اور مزید یہ کہ عالمی ادارہ صحت نے پاکستان کو بھی طاعون کے بارے میں خطرناک علاقہ قرار دیا ہے۔ طبی ماہرین نے یہ بھی خبردار کیا ہے کہ پاکستان کے لوگ طاعون کے خاتمے تک پان کھانا بند کر دیں کیونکہ پاکستان میں پان بھارت اور سری لنکا سے آتے ہیں اور بھارت کے بعد سری لنکا میں بھی طاعون کے بعض کیسز کی اطلاعات ملی ہیں۔ اس کے علاوہ بھارت سے آنے والی خورونوش کی اشیاء کھانے سے مکمل طور پر پرہیز کیا جائے۔

اب یہ خبر بھی ملی ہے کہ بنگلہ دیش میں بھی طاعون کی وباء پہنچ گئی ہے۔ گذشتہ روز ڈھاکہ میں طاعون کے ۵۰۔ مریضوں کو ہسپتال داخل کیا گیا۔ ان میں سے ۵۔ افراد چند دن قبل بھارت سے آئے تھے۔

☆ OOO ☆

ہر وہ ذکر جو تسبیح کے دانوں تک محدود ہے لیکن انسان کے وجود میں کوئی پاک تبدیلی پیدا نہ ہو وہ ذکر الٰہی نہیں ہے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

بقیہ صفحہ ۳

وتے ہیں-(----)اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں

پھر مختلف نظاروں کے ساتھ ہی نہیں، مختلف اوقات کے ساتھ بھی سورہ فاتحہ کا مضمون بدلتا چلا جاتا ہے اور خدا کی حمد مختلف سورتوں میں ہمارے سامنے ظاہر ہوتی ہے- فرمایا: کہ اللہ کی حمد، اس کی پاکیزگی بیان کرتے ہوئے کیا کرو-(--) سورج نکلنے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے- یہ دو مختلف بدلتی ہوئی حالتیں ہیں، ان سب کا تعلق ربوبیت کے ساتھ ہے کہ (اللہ کی حمد اس کی پاکیزگی کے ساتھ کیا کرو) فرمایا- اس مضمون کو بھی سائنس دانوں نے جتنا کھنگالا ہے اتنا ہی اس کے پیچھے ان کو عظیم معرفتوں کے خزانے دکھائی دیئے ہیں-

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سورج کا نکلنا اور سورج کا غروب ہونا اور وہ نظام جس کے ساتھ سورج کے نکلنے اور غروب ہونے کا تعلق ہے، یہ زندگی کی سپورٹ (Support) کے لئے اور زندگی کو یہاں قائم رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے- اگر سورج کا یہ نکلنا اور غروب ہونا نہ ہوتا تو اس کرہ ارض پر زندگی پیدا ہو ہی نہیں سکتی تھی- زندگی پیدا ہو بھی جاتی تو مر جاتی اور اس کے باقی رہنے کا کوئی سوال پیدا نہ ہوتا-

اب جو یہ فرمایا کہ (اپنے رب کی حمد سورج نکلنے اور غروب ہونے سے پہلے کیا کرو) تو اس میں غور کرنے کی کھڑکیاں ہمارے سامنے کھول دیں- فرمایا کہ موسموں کے بدلنے پر غور کرو- دن اور رات کے بدلنے پر غور کرو- اس کی بدلتی ہوئی نسبتوں پر غور کرو اور یہ معلوم کرو کہ سورج نکلنے سے پہلے پہلے وہ کیا تغیرات برپا ہو رہے ہوتے ہیں جو ربوبیت کے جلوے تم تک پہنچانے میں مددگار ہوتے ہیں یا جن کے ذریعے ربوبیت اس دنیا میں جلوہ گر ہوتی ہے اور سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے کون سے تغیرات لازم ہوتے ہیں جو سورج کو غروب کرنے پر مجبور کرتے ہیں ورنہ زندگی اس دنیا میں باقی نہ رہ سکتی اور ربوبیت کا نظام درہم برہم ہو جاتا- پس سورج کے طلوع سے بھی ربوبیت کا تعلق ہے اور سورج کے غروب سے بھی ربوبیت کا تعلق ہے اور وقت کے بدلنے کے ساتھ ربوبیت مختلف رنگ میں جلوہ گر ہے- اب جیسا کہ میں نے اشارۃً آپ کو بتا دیا ہے کہ سائنس دانوں نے اس مسئلے پر بھی غور کیا ہے اور تمام دنیا کے سائنس دان جو اس مضمون سے تعلق رکھتے ہیں، اس بات پر متفق ہیں کہ موسموں کے ادلنے بدلنے اور دن کے ادلنے بدلنے کا زندگی کے ساتھ اتنا گہرا رابطہ ہے اور زندگی کے قائم رہنے اور اس کی ترقی کے ساتھ اتنا گہرا رابطہ ہے کہ اس میں اگر آپ تھوڑا سا تغیر و تبدل بھی کر دیں تو یہ رابطے ٹوٹ جائیں اور یہ کرہ ارض جس پر ہم بستے ہیں یہ زندگی کے بسانے کے لائق نہ رہے- پس (ہر قسم کی تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے) میں ان تمام صفات حسنہ کا بھی ذکر آگیا جن کا موسموں کے تغیرو تبدل سے تعلق ہے اور موسموں کے تغیرو تبدل کے ساتھ بہت گہرے مضامین وابستہ ہیں- بے شمار صفات کا اس سے تعلق ہے تو اپنے علم کے مطابق ہم ربوبیت کے نئے مضامین پر اطلاع پا سکتے ہیں اور جتنا ہم علم بڑھائیں گے اتنا ہی زیادہ ہم دنیا میں خدا تعالیٰ کی سیر کریں گے-

سیرفی اللہ جو صوفیوں کی اصطلاح ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ کی ذات میں سیر کرو- باہر کی سیر تو ایک سیر ہوتی ہی ہے لیکن اس سیر کا فائدہ کوئی نہیں- (زمین میں چلو پھرو) کا کوئی فائدہ نہیں اگر انسان "سیرفی اللہ" کے لائق نہ بن سکے- پس دنیا کی سیر کریں لیکن مزے خدا کے اٹھائیں- اگر دنیا کی سیر کر کے دنیا ہی کے مزے اٹھا کر رہ جائیں گے تو آپ کی ساری زندگی بیکار جائے گی- یہ وہ مضمون ہے جو سورہ فاتحہ ہمیں سکھاتی ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اپنی نماز میں آپ سورہ فاتحہ کے اس پہلے جزو پر ہی غور کرنا شروع کریں تو ساری زندگی کی نمازیں لذت سے بھر سکتی ہیں اور آپ اس مضمون پر عبور نہیں حاصل کر سکتے- یہ مضمون ہمیشہ آپ پر غالب رہے گا-

(ذوقِ عبادت اور آدابِ دعا صفحہ ۱۰۷ تا ۱۱۳)

بقیہ صفحہ ۵

گیا- بہت تامل کے بعد بھائی جان سے یہ وعدہ لیکر کہ مجھے قادیان ضرور پہنچا دیا جائے یہاں آنے کے لئے تیار ہوئے- خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں آکر کچھ افاقہ بھی ہوا- لاہور سے ربوہ پھر حیدر آباد اور کراچی بھی گئے اس طرح (میرے سوا) سب بچوں سے ملاقات کی خوشی حاصل کی انہیں خدمت کا موقع بھی ملا- دسمبر ۷۹ میں جلسہ سالانہ پر واپس ربوہ آگئے- جلسہ میں شامل تو نہ ہو سکے مگر بہت رشتہ داروں اور دوستوں سے ملاقات ہو گئی- جنوری ۸۰ کے آخری میں طبیعت زیادہ خراب ہو گئی- محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نے بڑی توجہ سے علاج کیا- حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے ہومیوپیتھک علاج بھی کیا تاہم وقت مقدر آچکا تھا- ۷ فروری ۸۰ء کو نہایت کامیاب زندگی انجام کو پہنچی- ابا جان کی وصیت و تاکید کے مطابق سب بہن بھائیوں نے بڑی ہمت سے قادیان واپسی کے لئے انتظام شروع کیا- میرے پھوپھی زاد برادرم فاروق احمد صاحب اور چچا زاد برادرم کرنل نسیم احمد سیفی صاحب نے غیر معمولی محنت، ہمت اور مستعدی سے تمام ضروری کام سرانجام دیئے

ربوہ میں حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب (امام جماعت احمدیہ الثالث) نے جنازہ پڑھایا- لاہور کی جماعت نے بھی نماز جنازہ ادا کی- بارڈر پر بھی بغیر کسی دقت کے تمام مراحل طے ہوتے چلے گئے اور اپنے عہد اور خواہش کے مطابق بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین میسر آئی-

بقیہ صفحہ ۴

دلچسپی کے لئے کہیں سے حاصل کر سکتا ہوں میں ان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا اخبار الفضل دوسرے روز ناموں سے بالکل مختلف ہے- دوسرے روز ناموں کا اور ان کے قارئین کا آپس میں کوئی رشتہ نہیں لیکن الفضل بالکل ایک مختلف قسم کا اخبار ہے- یا یوں سمجھ لیجئے کہ قارئین کا اپنا اخبار ہے- قارئین کو جن باتوں کی حقیقی طور پر ضرورت ہے ان کا اس اخبار میں شامل کیا جانا انتہائی ضروری ہے- جماعت ایک عالمگیر جماعت ہے اور اس کی مصروفیات ہمہ جہت ہیں- اس لئے الفضل میں بھی اسی قسم کے مفید اور دلچسپ مضامین خبریں تعارف تبصرے آنے چاہئیں جن کی جماعت کو ضرورت ہے-

میں نے اپنی نثر نگاری میں اول سے آخر تک مقصدیت کو پیش نظر رکھا ہے- ناول لکھے تو وہ بھی احمدیہ جماعت کے تذکرہ سے پر تھے- مضامین لکھے تو ان سب کا تعلق کسی نہ کسی جماعتی موضوع سے تھا- چاہے اردو میں لکھا یا انگریزی ہی میں کبھی اپنی مقصدیت سے پرے نہیں ہٹا- اگرچہ مجھے اکثر یہ محسوس ہوتا ہے کہ میرے اندر ایک افسانہ نویس چھپا ہوا ہے- اور اکثر مختلف قسم کے خیال میرے ذہن میں آتے ہیں اور میں اس بات کو چھپا نہیں سکتا کہ بعض دفعہ تو بڑی پر زور خواہش پیدا ہوئی ہے کہ میں افسانہ لکھوں- لیکن میں افسانے نہیں لکھتا- افسانے اس لئے نہیں لکھتا کہ جو کچھ لکھا ہے وہ بلاواسطہ جماعت سے تعلق رکھتا ہے اور مجھے کسی الجھاؤ یا گنجلک میں جا کر بات کہنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر میں چاہوں تو میرے اندر جو افسانہ نویس چھپا ہوا ہے وہ مجھ سے افسانے بھی لکھوانے لگے گا- خدا کرے کہ میری تحریریں بلاواسطہ احمدیہ جماعت کے موضوعات سے متعلق ہوں اور میرا قلم صرف ایسے الفاظ صفحہ قرطاس پر لائے جو کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کے لئے مفید ہوں اور اللہ تعالیٰ میری اس حقیر کوشش کو جس میں کچھ دانستہ کوشش شامل ہے اور کچھ نادانستہ بھی قبول فرمائے-

یہ بات میرے لئے انتہائی خوشی کا باعث ہے کہ حضرت امام جماعت الرابع نے (ہماری دعائیں ان کے لئے) اپنے ایک مکتوب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بات کرنے کا سلیقہ عطا کیا ہے چاہے نظم ہو یا نثر میں سمجھتا ہوں کہ میری ساری نثر نگاری کی یہ ایسی داد ہے جس پر میں اور میری آئندہ نسلیں فخر کرتی رہیں گی اللہ تعالیٰ نے جو ملکہ مجھے عطا فرمایا ہے خدا کرے کہ میں اسے کلیتہً اسی کی راہ میں استعمال کروں- اسی کا نام بلند کرنے کے لئے میرا قلم رواں دواں رہے- اے خدا تو ایسا ہی کر-

کسی زمانے میں تقریر اس بات کا نام تھا کہ مختصر نوٹس تو بے شک ہاتھ میں رکھے جائیں لیکن بولا جائے زبانی- یعنی "تقریر" لکھی ہوئی نہ ہو- لیکن حالات بدلتے رہتے ہیں- سکولوں اور کالجوں میں تو اب بھی اگر کوئی لکھی ہوئی تقریر پڑھے تو اسے مقابلے سے خارج کر دیا جاتا ہے لیکن ہمارے جلسوں میں اگر تقریر لکھی ہوئی نہ ہو تو بولنے کی اجازت نہیں ہوتی- یعنی ہمارے جلسوں کی تقریریں تمام کی تمام لکھی ہوتی ہیں- اس کے دو فائدے ہیں ایک تو انسان محدود وقت میں ادھر ادھر بھٹک کر اپنا وقت نہ ضائع کرے اور دوسرے یہ کہ یہ تقریر بعد میں شائع کی جا سکتی ہے- گویا کہ اب تقریر بھی نثر نگاری کے زمرے میں آنے لگی ہے-

میں نے جماعت کے جلسہ سالانہ کے موقع پر پانچ تقاریر کیں- اسی طرح انصار اللہ کے دو سالانہ اجتماعات پر بھی لکھی ہوئی تقریر پیش کرنے کا موقعہ ملا- یہ ساتوں تقریریں اب شائع شدہ ہیں- ان میں سے پانچ جو جلسہ سالانہ پر کی گئیں وہ تو ماہنامہ تحریک جدید میں شائع ہوئیں، اور مجلس انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کی تقریریں پمفلٹ کی صورت میں شائع ہو چکی ہیں- میں ان تقریروں کو بھی اس نثر نگاری کے مضمون میں شامل کرنا چاہتا ہوں اور اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھ کو توفیق دی کہ میں نے انصار اللہ کے سالانہ اجتماع پر اور پھر اس سے بڑھ کر احمدیہ جماعت کے سالانہ جلسہ کے مواقع پر احباب جماعت سے خطاب کیا- یہ میرے لئے ایک بہت بڑی سعادت ہے-

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

خبریں

ربوہ: 5- اکتوبر-1994ء
گرمی میں کمی آ رہی ہے۔ رات ہلکے بادل رہے
درجہ حرارت کم از کم 23 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 35 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے اپوزیشن کو مذاکرات کی پیشکش کرتے ہوئے کہا ہے انتخابات نہیں ہونگے۔ اپوزیشن لیڈر محاذ آرائی چھوڑ دیں۔ آٹھویں ترمیم۔ فلور کراسنگ' خواتین کی نشستوں کی بحالی جیسے اہم مسائل سمیت تمام امور پر بات چیت ہونی چاہئے انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ادا کریں کہ ملک میں نہ مارشل لاء ہے نہ آئین معطل ہے اور نہ ہی دھاندلی کا نظام لاگو ہے۔ انہوں نے سوال کیا کہ محاذ آرائی کس چیز کے لئے کر رہے ہیں آپ نے اسمبلی میں انتخابات کو منصفانہ تسلیم کیا ہم کسی اور کے کندھے پر بیٹھ کر نہیں آئے۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر کے مسئلے پر اپوزیشن ہمارا ساتھ دے۔ ہم مل کر جدوجہد کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں کسی قسم کا عدم استحکام نہیں۔ پہیہ جام ہڑتال سے غیر ملکی سرمایہ کاری متاثر نہیں ہوگی۔

○ اپوزیشن نے قومی سیاست کو ہارس ٹریڈنگ' بلیک میلنگ' اور کرپشن سے نجات دلانے کے لئے سیاسی اصلاحات کا ایک پیکیج تیار کر لیا ہے۔ توقع ہے کہ مسٹر نواز شریف آئندہ چند دن میں اس کا اعلان کریں گے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ قومی اسمبلی توڑنے کے حالات ہوں تو ریفرنڈم کرایا جائے۔ سیاسی کرپشن کے خاتمے کے لئے کمیشن بنایا جائے۔ قائد ایوان کے خلاف عدم اعتماد کا نیا طریق کار اپنایا جائے۔ آزاد اراکین کو کسی ایک پارٹی میں شمولیت کا پابند بنایا جائے۔ پارلیمانی پارٹی کے اکثریتی فیصلہ کی خلاف ورزی کرنے والے رکن کی رکنیت ختم کر دی جائے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ اس بار حکومت کا خاتمہ کسی اور طریقے سے ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہماری مضبوط حکومت صرف ڈھائی سال میں جا سکتی ہے تو سادہ اکثریت بھی نہ رکھنے والی حکومت ایک سال میں کیوں نہیں جا سکتی۔ حکومت نے ہمیں دیوار سے لگا کر مصیبت کو خود آواز دی ہے۔ اسے انجام تک پہنچائیں گے۔ مفاہمت نہیں ہو سکتی۔ حکومت کے اقدامات سے جمہوریت کی بساط لپیٹی جا سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آبدوزوں کی خرید اور پی ٹی سی وا ؤچرز میں اربوں کی ہیرا پھیری ہوئی ہے۔

○ طاعون نے بھارت کو اس درجہ پریشان کر دیا ہے کہ بھارت نے کشمیری مجاہدین کو مذاکرات کی پیشکش کر دی ہے۔ لیکن مجاہدین نے مذاکرات سے انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ کشمیر سے فوجیں نکال کر کشمیر چھوڑنے کے اعلان تک مذاکرات نہیں ہو سکتے۔ کوئی حصہ مذاکرات میں شریک ہوا تو اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔ اس طرح مذاکرات کا لالچ دیکر طاعون سے نمٹنے کے لئے وقت حاصل کرنے اور مقبوضہ کشمیر میں الیکشن کرانے کا بھارتی منصوبہ ناکام ہو گیا۔

○ مقبوضہ کشمیر میں تعینات بھارتی فوجیوں کی اکثریت کا تعلق سورت اور بڑودہ سے ہے وہ اپنی کارروائیوں میں دلچسپی لینے کی بجائے طاعون سے متاثرہ اہل خانہ کی خیریت معلوم کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔

○ طاعون کی وجہ سے بھارت سے مختلف ممالک کے سفارت کار فرار ہو کر پاکستان پہنچ گئے ہیں۔ بعض بنگلہ دیش نیپال اور چین چلے گئے ہیں۔ بین الاقوامی تاجر بھی بھارت چھوڑنے کی کوشش میں ہیں۔ متعدد کاروبار لپیٹ چکے ہیں۔

○ پاکستان نے اسرائیل کا اقتصادی بائیکاٹ ختم کرنے کی حمایت کر دی ہے خلیج تعاون کونسل کے فیصلے پر تبصرہ کرتے ہوئے اعلیٰ سرکاری ذرائع نے کہا ہے کہ ہم مسلم امہ سے متعلق تمام معاملات پر عرب دنیا کے موقف کی حمایت کرتے ہیں۔ عرب لیگ ہمارا برادر ادارہ ہے اس کے فیصلوں کو ہمدردی سے دیکھتے ہیں۔ اسرائیل کے ساتھ شام اور فلسطین کے تنازعات سے متعلق حتمی سمجھوتے کے بارے میں اسلامی کانفرنس کی پالیسی کے ساتھ چلیں گے۔

○ امریکہ اور چین کے درمیان میزائیل ٹکنالوجی کے بارے میں ایک معاہدے پر دستخط ہوئے ہیں جس کے تحت چین ۳۰۰۔ کلو میٹر سے زائد فاصلے کے لئے میزائیل تیار نہیں کرے گا اور نہ ہی اس کی ٹیکنالوجی کسی اور ملک کو منتقل کرے گا۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ نواز شریف لاشوں کی سیاست چمکانے پر تل گئے ہیں۔ وہ غیر آئینی اور غیر جمہوری ہتھکنڈوں کے ذریعے امن و امان تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ مگر حکومت اب غنڈہ گردی کرنے والوں سے سختی سے نبٹے گی۔ انہوں نے ٹیکسلا میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم بلدیاتی نظام میں تبدیلی لا رہے ہیں ہر گاؤں میں پندرہ بیس ارکان پر مشتمل ادارہ قائم کیا جائے گا اس میں ایک تہائی خواتین کو نمائندگی دیں گے۔

○ اپوزیشن نے ۱۱۔ اکتوبر کو ملک بھر میں احتجاجی جلسے جلوس نکالنے کے لئے کنٹرول روم قائم کر دیا ہے۔ مسلم لیگ۔ اے این پی۔ جمعیت علمائے پاکستان اور جمعیت اہلحدیث کے کارکن انتظامیہ کی کارروائیوں کا ناکام بنانے کے لئے ٹیمیں بنا کر گشت کریں گے۔

○ کشمیر کے بارے میں پانچ اسلامی ملکوں کے رابطہ گروپ کو آخری شکل دے دی گئی ہے۔ یہ گروپ پاکستان' سعودی عرب' ترکی' نائیجیریا اور او آئی سی سیکرٹریٹ کے ایک نمائندے پر مشتمل ہو گا۔

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ہم تاجروں کی دھمکیوں میں نہیں آئیں گے ان سے واجبات وصول کریں گے۔

○ ملک بھر میں ۵۔ اکتوبر سے طاعون کے خلاف مہم چلائی جائے گی۔ چوہا مار مہم شروع کی جائے گی۔

○ حکومت نے ٹرانسپورٹروں کے تمام مطالبات تسلیم کرتے ہوئے۔ چیکنگ ایجنسیوں کی تعداد کم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ٹرانسپورٹروں نے یقین دلایا کہ وہ ۱۱۔ اکتوبر کی ہڑتال میں فریق نہیں بنیں گے۔

○ بھارت نے جنرل اسمبلی میں کشمیر کے بارے میں شکایت کرتے ہوئے کہا ہے کشمیریوں کی تحریک سے لاکھوں بھارتی اپنے ہی ممالک میں پناہ گزین بن چکے ہیں بھارتی وفد کے سربراہ نے کہا کہ ہمیں مقبوضہ وادی میں مجرمانہ دہشت گردی کا سامنا ہے جسے بیرونی امداد ملتی ہے۔ وائس آف امریکہ نے کہا ہے کہ بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں بدترین مظالم کی شکایات کرنے والی بین الاقوامی تنظیموں سے دوستی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

○ بھارتیہ جنتا پارٹی نے الزام لگایا ہے کہ بھارت میں طاعون پاکستان کی فوج کی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی نے پھیلایا ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج اور مجاہدین کے درمیان خونریز جھڑپ میں ۹۔ مجاہدین شہید اور ۱۲۔ بھارتی فوجی ہلاک ہو گئے۔ بھارتیوں نے ہیلی کاپٹروں سے ۵۰۔ سے زائد گولے برسائے اور فائرنگ کی۔ ۴۰۔ افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

○ پاکستان کے ۹۰۔ فیصد ڈاکٹر طاعون کے علاج سے ناواقف ہیں۔ وزیراعظم کی ہدایت پر ملک بھر کے ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کے لئے تربیتی کورس شروع کر دیئے گئے ہیں۔

مفید اور مؤثر دوائیں
زکام اور گلے کی خرابی کا بروقت مفید اور مؤثر علاج
قند شفاء حب سعال
جوشاندے کا انسٹنٹ کمانسی اور گلے کی خرابی
پاوڈر قیمت -/12 فی ڈبہ کیلئے چوسنے کی گولیاں
قیمت -/10 فی ڈبی
بیماری نہ ہو تو پیش بندی کے طور پر بھی استعمال کی جا سکتی ہے
مینیجر خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 211538

ادویات حیوانات
ویٹرنری ڈاکٹرز اور سٹورز فری سیمپلز براہ راست ہمیں خط لکھ کر منگوائیں۔
منہ کھر، گل گھوٹو، تھنوں کی خرابی (سوزش تھن، گلٹی)، اخراج رحم (اوانس نکالنا) زہر باد دودھ کی کمی، ٹک، بندش، سرکن، اپھارہ، بانجھ پن اور داد وغیرہ کیلئے بفضلہ تعالیٰ مؤثر ادویات اور لٹریچر مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے حاصل کریں۔
- اٹک: تحقیق ویٹرنری کلینک نزد ملٹری ڈیری فارم چھوٹی روڈ
- پھالیہ: نیو پنجاب ویٹرنری میڈیسن سٹور القادر مارکیٹ
- راولپنڈی: عظیمیہ دواخانہ سرکل ہسپتال روڈ
- رحیم یار خان: حسین ہومیو سٹور بانو بازار
- سرائے عالمگیر: ڈاکٹر سید طفیل حسین شفاخانہ حیوانات
- فیصل آباد: شادی میڈیکوز گول چنیوٹ بازار
- کنری: راجہ میڈیکل سٹور
- قائم آباد: مبارک دواخانہ مین بازار
- لاہور: پاکستان میڈیکوز نشتر ہال
- لیاقت پور: رحمن میڈیکل سٹور غلہ منڈی
- ملتان: شبیر میڈیکل ہال حسین آگاہی روڈ
کیور ہومیو میڈیسن ڈاکٹر راجہ ہومیو پیتھی گولبازار ربوہ
فون: 771-04524 211283-04524 فیکس: 212299-04524

ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعے کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
10- بلال مارکیٹ (اقصیٰ روڈ) نزد ریلوے کراسنگ ربوہ
فون: گھر: 431 دفتر: 521 212320